ہندوستان بھر میں تبلیغ اسلام کے اہم کام کو سکھوں اور آریوں میں کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے دو روپیہ عمار
ششماہی عہ امراء سے امتیازی
قیمت پانچ روپیہ صہ ر

ایسے حضرات کے اسمائے گرامی اخبار کے سرپرستوں کی فہرست میں لکھے جائینگے اس کے علاوہ جو کچھ دیں وہ عطیہ تصور ہوگا ؛

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا ؛
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا ؛
(۴) حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا ؛
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی ؛

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان سے ۱۶ ۳ کو شائع ہوتا ہے

تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۷ء

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۸ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سون سنگھ ودوان ! | نمبر ۲۱

مجھے ضرور پڑھیں

شروع اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نور کے جن معاونین کرام کا چندہ اخبار ختم ہوگا انکی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنیکی غرض سے ۳۔ اکتوبر کا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا اور علاوہ ازیں مزید احتیاط کیلئے ہر ایک خریدار کو علیحدہ بھی اطلاع دیجائیگی کہ وہ وی پی روانہ کرنیکی بونا فائیڈ اجازت مرحمت فرماتے ہیں یقین ہے کہ تمام مخلص و معاونین نوروی ۔ پی وصول فرماکر ایسے مجاہد پرچہ کو جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا اکیلا ہی ذریعہ ہے شکر گذاری کا موقع دینگے اور اسی پر اکتفا نہ کرکے نور کی توسیع اشاعت میں پہلے سے زیادہ مربیانہ سعی فرماکر اسکی کرنوں کو دور دور تک پھیلاتے ہوئے عند اللہ ماجور ہونگے ؛

اسلئے کہ شروع سال کے موقع پر احباب واعزا کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ موثر ہوتی ہے یہ مجاہد پرچہ جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت پر کمربستہ ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں ہے یقیناً ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہے والسلام ۔ مخلص بندہ محمد یوسف
ایڈیٹر و مالک اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین چھپکر شیخ محمد یوسف نے قادیان سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

حضرت نانک علیہ الرحمۃ

(از حمید احمد سلطان - بی لکھا - لاہور)

وہ گورو نانک۔ نرنکاری جسے کہتے ہیں سب ❊ ہے وہ عالی مرتبہ اور اسکا ہی عالی نسب
چھا گیا اندھیر جب دنیا پہ اور سارا غضب ❊ قدرتِ کرتار سے پیدا ہوا وہ مردِ رب
دامنِ کفر و جہالت ایک پل میں پھٹ گیا
تیرگی اور ظلم کا پَرتو جہاں سے ہٹ گیا

خجستہ کالو رائے کے وہ فرخندہ قسمت پاکباز ❊ صلب سے جسکی ہویدا وہ ہوا بندہ نواز
بھاگ من ماتا تپا کے بنے از کار ساز ❊ گودِ شفقت میں لے پالا جس نے با صد شوق و ناز
لاڈلا ماں باپ کا تھا۔ تھا وہ منظورِ خدا
زہد و تقویٰ میں وہ اپنی قوم بھر سے بڑھ گیا

سر زمیں "تلونڈی" تیرا بڑھ گیا عز و وقار ❊ دھرم کا بیدی ہوا آکے تجھی میں آشکار
چن لیا قسمت نے تجھکو بہرِ ظلِ کردگار ❊ خاک سے تیری ہوا پیدا وہ لاثانی اوتار
جلوۂ حق تھا شمائل میں نظر آتا ہمیں
صحبتِ نانک سے اُس دم چین آتا تھا ہمیں

درسِ وحدت تھا پڑھایا نانکِ خوشخو نے خوب ❊ ہم گنہ گاروں کو رب سے تھا ملایا اُس نے خوب
اتفاق و صلح کا رستہ بتایا اُس نے خوب ❊ راہِ ہدایت کا دکھایا تو دکھایا اُس نے خوب
ہم روایاتِ سلف کو کھوئے بیٹھے تھے تمام
زورقِ حشمت تھی ڈوبی۔ غم تھا چھایا تھا غمام

ناگہاں از غیب بیروں آمدہ مردانہ وار ❊ بھائی بالا۔ بھائی مردانہ تھے جسپر نثار
دستِ امدادِ خدا سے ہو گیا وہ کامگار ❊ کر گیا پورا جو کرنے آیا تھا دشوار کار
خلق کو راہِ صداقت پر چلا کر چل دیا
تخمِ نیکی بو کے ہم کو یاد وہ کر گیا

تھے خصائل پاک اسکے اور فضائل تھے عظیم ❊ لطف کرتا تھا سدا وہ اور احسان عمیم
پھیلے آپ سے چلی دنیا پہ اک بادِ نسیم ❊ مل گئی خلقت کو گویا یاں ہی فردوسِ نعیم
اُسکے آنے سے ریاضِ حق ہرا ہو گیا
اور نہالِ بت پرستی یکقلم مرجھا گیا

اے گورو نانک! مبارک کیا تری تصویر ہے ❊ حسن میں یکتا ہے تو روشن ہے پُرنور تیرے
سب خدا میں تجھ پہ کیا برنا ہے یا کیا پیر ہے ❊ روئے زیبا کی زمانے میں بڑھی توقیر ہے
جان لے ہیں بھینٹ ہم بھی تیری قربانگاہ کے
صیدِ کشتہ ہیں ترے اور تیری پیاری چاہ کے

دیکھ کر تیری کرامت لاکھوں مرد و جی اٹھے ❊ گرتے پڑتے تیرے عاشق ہیں ترے در پہ پڑے
قوہ شش ہو کر پروانے ہزاروں ہی جلے ❊ نقشِ ہستی کو مٹا کر اس جہاں سے چل بسے

نیک تھا تو تیری نیکی نے دکھایا یہ اثر
آج مدح خواں نظر آتا ہے تیرا ہر بشر

تھا تو صادق اور صداقت کا تری شہرہ ہوا ❊ دھوم عالم میں پڑی اور غلغلہ پیدا ہوا
جنم سے ہی تجھے یہ مرتبہ حاصل ہوا ❊ ہاتھ رکھا جسپہ تو نے وہ وہیں کندن ہوا
سنگِ مقناطیس تھا یا کھرا تھا اے گرو!
کھینچے آتے تھے تیری جانب کو کہتے واہ گرو!

پڑ گئی جس سمت تیرے لطف کی اک ہی نگاہ ❊ شام ظلمت ہو گئی کافور چمکا مہر و ماہ
تیری آغوشِ محبت میں ملی سب کو پناہ ❊ یار تیری بڑھ گئے۔ دشمن ہوئے تیرے تباہ
تھی غرض تیری صداقت کا سدا پرچار ہو
دل میں ہو یادِ خدا اور لب پہ "استغفار" ہو

ہے حقیقت کا تو روشن آفتاب اس دہر کیا ❊ اور طریقت کا ستارہ بر میں اور بحر میں
اور شریعت کا بجایا ڈنکا ہر اک شہر میں ❊ آبِ شیریں چل پڑا دیا و بحر و نہر میں
چشمۂ صافی ہے وہ جس سے خدا آیا نظر
تو وہ آدم زاد ہے جس سے ہے دنیا کو فخر

ایسا تو عارف صدا عرفاں ہی تیرا کام ہے ❊ ایسا زاہد۔ کہ بڑھا تقویٰ میں تیرا نام ہے
مے کدہ میں تیری وحدت کا لبالب جام ہے ❊ اور ریاضت کا تری دنیا میں شہرہ عام ہے
قبلۂ مقصود کو حاصل کیا تو نے ضرور
بڑھ گیا ایمان تیرا بڑھ گیا تیرا شعور

یاد ہے چولہ مبارک تیرا سب کو اے گرو! ❊ زیبِ تن رکھتا تھا جسکو شوق اور عزت سے تو
کلکِ قدرت نے لکھا تھا خود ہی جسپہ نقش ہو ❊ اور کھلی جسکی حقیقت ہمکو بعد از جستجو
ہے تری زندہ کرامت اب تلک اس دہر میں
کام لیتے جس سے تھے تیرے فدائی قہر میں

ہو گیا مشہور نانک باخدا لوگوں میں تھا ❊ سرسہ و ملتان سے ہو کر تو بخارا جو گیا
حج کعبہ دو دفعہ کر کے پٹن میں آ گیا ❊ کاٹ کر چلے، بہت دنیا کو تو بتلا گیا
یعنی اک اسلام ہی دنیا میں ملت پاک ہے
ارض سے لے عرش تک عالم میں جسکی دھاک ہے

وردِ سکھلاتا تھا کلمے کا سدا تو صدق سے ❊ اور تلقینِ نماز و روزہ تھی سب کے لیے
پاک تھی محفل وہ جسمیں تیرے جا کر بیٹھتے ❊ چاند تھا تو اور وہ سارے ستارے تھے ترے
اُس زمانہ میں کہ جب اندھیر تھا۔ تو نور تھا
لوگ بھولے تھے خدا کو اُن کا رہبر تو بنا

گو کہ مدت ہو گئی پر ہے تو زندہ بیگماں ❊ کام ترے زندہ ہیں اور زندہ ہے تو جاں
قولِ صافی سن کے تیری خوش ہوئے پیر و جواں ❊ آج مدح خواں نظر آتا ہے تیرا اک جہاں
پا کے الہامِ خدا دنیا سے فرزانہ بنا
رد کیا جس نے تجھے وہ آپ دیوانہ ہوا

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

اخبار نور

قادیان دارالامان - ۱۷ ستمبر ۱۹۱۷ء

اخبار نور کی سالانہ رپورٹ

اِس پرچہ کے ساتھ آپکے پیارے نور کی آٹھویں جلد ختم ہوتی ہے۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجاآوری خدمت پر کمربستہ ہے یقیناً وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دوست و دشمن سب اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں صرف نور ہی ایک ایسا اخبار ہے جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بجالا رہا ہے نور کے قابل قدر مضامین کی اہمیت اور خصوصیت اِس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ نور کے سکھوں کے متعلق مضامین کو آریہ اخبارات نے اپنے کالموں میں لیا اور آریوں کے متعلق مضامین کو سکھ صاحبان نے اپنے لیڈنگ کالموں میں جگہ دی۔ صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں ہے آریوں کے متعلق خاکسار ایڈیٹر نور کی ایک قابلِ قدر تصنیف کی ایک معزز و مکرم سکھ سردار نے چار صد کاپیاں خرید کر آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کیں حالانکہ یہ مسلمان دوستوں کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ خاکسار ایڈیٹر نور کی قابل قدر تصانیف کو خرید کر آریہ اور سکھ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرتے مگر کسی مسلم بھائی کو تو ایسی توفیق بہت کم ملی ہاں ایک سکھ دوست نے خاکسار ایڈیٹر نور کی آریوں کے متعلق تصنیف کی چار صد کاپیاں خرید کر مسلمانوں کی غیرت سے ضرور اپیل کی سکھ صاحبان اور ایڈیٹر نور کے مذہبی خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر جب ایک فرض شناس سکھ دیکھتا ہے کہ آریہ صاحبان میں تقسیم کرنے کے لیئے خاکسار ایڈیٹر نور کی تصنیف ایک بہترین تصنیف ہی تو وہ مذہبی اختلافات اور دوری کو بالائے طاق رکھکر خاکسار ایڈیٹر نور کی تصانیف کی چار صد جلدیں خرید کر اپنی بہترین فرض شناسی کا ثبوت دیتا ہے دریں حال مسلم دوستوں کی ذمہ داری اور حق شناسی کیا چاہتی ہے؟ ہر ایک مسلم دوست اس سکھ سردار کی حق شناسی کو جس نے خاکسار کی تصنیف کی چار صد کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کیں سامنے لاکر مقابلہ اور موازنہ کرلے ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

پچھلے سال جن مشکلات سے مجھے گذرنا پڑا جب اس کا خیال بھی میرے دل میں آتا ہے تو مارے دہشت اور خوف کے میرے بدن کو لرزہ اور کپکپی چھڑ جاتی ہے اخبار نور کا سال یکم اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔ اور ۲۲ ستمبر کو میری بیوی نے مجھ سے ہمیشہ کے لیئے جدائی اختیار کی جسکی وفات کے ساتھ ہی ننھے ننھے چار بچوں کی پرورش کا بوجھ میری نحیف گردن پر رکھا گیا جس میں سب سے چھوٹے بچے کی عمر صرف ۷ روز کی تھی بچوں کی خبر گیری صرف والدہ ہی کر سکتی ہے مرد بیچارے کیا جانیں اور پھر مجھ جیسا کتابوں کا کیڑا جسے صبح سے لے کر شام تک سوائے لکھنے پڑھنے کے اور کسی چیز سے سروکار ہی نہ ہو اور یکدم جسکی گردن پر چار چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش کا بوجھ پڑ جائے اس کا بہترین اندازہ کوئی بال بچے والا ہی لگا سکتا ہے کہ جب خدانخواستہ بیوی دو چار روز کے لیئے بیمار ہو جائے اور مرد کو بچے سنبھالنے پڑیں تو دو چار روز کی تکلیف سے ہی مرد کا دم ناک میں ہو جاتا ہے۔ اسی نسبت سے بیچارے خاکسار ایڈیٹر نور کی حالت کا اندازہ لگالو جسکے پاس سوائے خداوند تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی سہارا دینے والا نہیں تھا۔ ننھے ننھے بچے روتے ہیں چیختے ہیں چلاتے ہیں آخر مجبور ہو کر خود ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ کوئی روٹی مانگتا ہے کوئی پانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ کوئی ماں ماں کہکر رو رہا ہے غرضیکہ یہ مصیبت کا وقت کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے ایک طرف ننھے ننھے بچوں کی خبر گیری کا ہار عظیم دوسری طرف اخبار کے وقت پر روانہ کرنیکی زبردست فکر۔ تیسری طرف باہر تبلیغ پر جانیکا فرض عظیم۔ درحقیقت مجھ پر نہایت ہی نازک وقت تھا ان حالات میں جب کبھی حضرت اقدس نے باہر تبلیغ پر جانے کا حکم دیا میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ باوجود ان شدید مشکلات کے مجھے اللہ تعالیٰ نے باہر تبلیغ پر جانے کی توفیق عطا فرمائی درحقیقت اسوقت میرے لیئے سخت مشکلات کا وقت تھا وہ میرے لیئے نہایت ہی آزمائش اور امتحان کا وقت تھا میرے ایک ہاتھ میں نہایت زبردست دفتی ہتھوڑا تھا اور اسکے نیچے شیشہ کا نازک گلاس سی تھیس سے بھی چکنا چور ہو جاتا مگر خدا کے فضل سے میں نے دفتی ہتھوڑے کو بھی سنبھالے رکھا اور شیشہ کے گلاس کو بھی ٹھیس لگنے دی یعنی بچوں کی خبر گیری بھی خدا کے فضل سے ہوتی رہی وقت پر اچھا برا پرچہ بھی لوگوں کو پہنچتا رہا اور جب باہر تبلیغ پر جانیکے لیئے حکم ہوا اسوقت بھی حضرت کا حکم سر آنکھوں پر رکھا میں حیران ہوں کہ سب باتیں کس طرح ہوتی رہیں سچ پوچھو تو یہ سب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعاؤں کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے ورنہ میری نحیف گردن اور کمزور ہڈیاں اس بار عظیم کے اٹھانے کے بالکل ناقابل تھیں الحمد للہ کہ آپ خدا کے فضل سے میں اپنے آپ کو ویسا ہی خوش قسمت پاتا ہوں جیسا کہ میں اپریل ۱۹۱۶ء میں تھا بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی بڑھکر پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل ہے کہ میری نئی بیوی میری از حد ہمدرد اور خیر خواہ ہے بچوں سے حقیقی والدہ سے بھی بڑھکر محبت کرتی ہے غرضیکہ خدا کے فضل سے میں اپنے آپکو نہایت ہی خوش قسمت سمجھتا ہوں الحمد للہ ثم الحمد للہ ذالک فضل اللہ۔

پچھلے سال خدا کے فضل سے خاکسار کو جہاد کرنیکا بھی زیادہ موقع ملا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۷ء کو خاکسار کا نواں شہر میں سکھ صاحبان سے عظیم الشان پبلک مباحثہ ہوا جس میں سکھ صاحبان کو نہایت صفائی سے نیچا دیکھنا پڑا اور تو اور ستاتنی ہندو بھی پکار اٹھے کہ اس بحث میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری رہا

۳۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کے اخبار نور میں پورے ۱۴ صفحات پر یہ مباحثہ درج ہے درحقیقت یہ علم حاصل کرنیکے لیئے کہ سکھ مذہب کا اسلام سے کیا تعلق ہے یہ ایک ثانوی پرچہ ہے اسکے بعد ماہ اکتوبر میں ہی سرگودہا جلسہ پر حضرت کے حکم سے گیا وہاں خاکسار کے دو لیکچر سکھ اور آریہ مذہب پر ہوئے بعد ازاں سکھ اور آریہ صاحبان کو وقت بھی دیا گیا مگر خدا کے فضل سے کسی کو مقابل پر آنیکی جرأت نہ ہوئی صاحبان نے یہ اقرار کرکے کہ ہم پچھلے پہر آئینگے مگر خدا کے فضل سے کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ جس دنوں میری بیوی کا انتقال ہوا خالصہ اخبار نے اپنے یہ مفید موقع جانکر چھٹ سے خاکسار اڈیٹر نور کو مباحثہ کا چیلنج دیدیا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا کہ اگر ۱۵۔ اکتوبر سے پہلے پہلے جواب نہیں دوگے تو سمجھ لیا جائیگا کہ آپ مباحثہ سے گریز کر گئے درحقیقت اسوقت میرے لیئے ایک عظیم آزمائش اور امتحان کا وقت تھا ایک طرف بیوی کا غم تازہ۔ دوسری طرف سکھ صاحبان کا چیلنج۔ آخر بڑی خوشی سے سکھ صاحبان کا معرکۃ الآرا چیلنج اخبار نور ۳۔ اکتوبر کے صفحہ پر منظور کیا گیا مگر اسکے بعد خالصہ اخبار کا اڈیٹر ایسا خاموش ہوا کہ پھر جواب نہ دیا۔ مورخہ ۳۔ نومبر کے اخبار میں ایک مضمون شری سوامی دیانند کی تعلیم پر شائع ہوا اور یہ مضمون اسقدر مقبول عام ہوا کہ متعدد اخبارات نے اسے نقل کیا۔ نومبر اور دسمبر کے اندر میں تین زبردست لیکچرنگ آرٹیکلز سالانہ جلسہ پر لکھے گئے جنہیں عام طور پر بہت ہی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ۱۷۔ دسمبر کے اخبار نور میں قرامت و پید پر ایک ایسا زبردست اور معرکۃ الآرا مضمون لکھا گیا کہ آجتک جسکا آریہ سماج قطعاً کوئی جواب نہیں دے سکا۔ متعدد نمبروں میں ایک آریہ اور مسلمان کی دلچسپ گفتگو شائع ہوتی رہی یہ گفتگو کیا تھی سمجھو آریہ مذہب اور اسلام کا دلچسپ مولانہ اور مقابلہ تھا اس گفتگو میں آریہ مذہب کی کل مسلمہ کتب کا ست نکالکر رکھدیا جاتا تھا بعض مصروفیتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے اس دلچسپ گفتگو کا سلسلہ بند کرنا پڑا مگر اب ناظرین کی زیادہ خواہش سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اخبار سے شروع کردیا جائیگا اور لگاتار شروع رہیگا۔

KHILAFAT LIBRARY

پچھلے سال نواح فرخ آباد میں جب آریوں نے کچھ مسلمانوں کو آریہ بنایا تو خاکسار اڈیٹر نور یہ خبر سُنکر بے چین ہوگیا اور اسپر میں نے متعدد مضامین لکھے نہ صرف مضامین ہی لکھے بلکہ آریوں کے متعلق ٹریکٹوں کی معقول تعداد وہاں کے ایک ذمہ دار دوست کے نام بھیجی گئی کہ یہ ٹریکٹ وہ اپنے خام عقیدہ مسلمانوں میں جن کا میلان آریہ مذہب کی طرف ہو مفت تقسیم کردیں۔ چنانچہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خدا کے فضل سے نواح فرخ آباد میں آیندہ کے لیئے آریہ سماج کی شدھی کا جال ٹوٹ گیا صرف یہی نہیں بلکہ علاقہ ہونی ممالک متوسط میں آریہ مذہب کے متعلق نور میں مضامین پڑھکر چار ہندو مشرف بہ اسلام ہوئے کیا یہ نور کی کچھ کم خصوصیت ہے۔ اور نور کا یہ تبلیغی کام کچھ کم اہمیت رکھتا ہے مگر یہ سب باتیں فرض شناس افراد کو ہی متوجہ کرسکتی ہیں۔ اسکے علاوہ ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں خاص قادیان میں سکھوں کے سالانہ جلسہ پر سکھ صاحبان کی خواہش سے مباحثہ ہوا یہ مباحثہ ۱۷۔ مئی کے اخبار کے ۲۰ صفحات پر درج ہے اس مباحثہ میں خدا نے ہمیں اسقدر کامیابی اور ظفر یابی عطا فرمائی کہ قادیان کے سناتنی اور معزز پنڈتوں نے گواہی دی کہ اس مباحثہ میں اڈیٹر نور بازی لے گیا یہ گواہی اخبار نور کے ۱۷ مئی کے پرچہ میں درج ہے پھر ۱۷ مئی کے اخبار میں اسلام کی صداقت پر ایک نہایت ہی زبردست مضمون لکھا گیا جس کا اثر خدا کے فضل سے نہایت عمدہ ہوا اپنوں اور بیگانوں نے اس مضمون کو خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ پھر ماہ اپریل میں کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور میں آریوں سے مباحثہ ہوا جب خاکسار نے ویدوں کی تعلیم پر لیکچر دینا شروع کیا تو آریہ دوست تاب مقابلہ نہ پاکر میدان مباحثہ کو خالی کر گئے اور خدا کے فضل سے میدان ہمارے ہاتھ میں رہا اور سب ادنیٰ و اعلیٰ پکار اُٹھے کہ مسلمان جیت گئے۔ اسکے علاوہ ۱۷۔ جون کے اخبار میں روزوں کی فضیلت پر ایک پورے آٹھ صفحات کا مضمون لکھا گیا جو عام طور پر بہت ہی پسند کیا گیا جس کا ذکر آریہ اخبارات کو بھی کرنا پڑا۔ پھر ۱۷۔ جولائی کے اخبار میں شری سوامی دیانند صاحب کے سنیاس پر چند زبردست نوٹ شائع کئے گئے جسے عام طور پر خاص نگاہ سے دیکھا گیا اور ۱۷ جولائی کے پرچہ میں گورو گوبند سنگھ اور مسلمان کے متعلق سلسلہ مضامین جاری ہے اور جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت دیر تک رہیگا۔ اس سلسلہ مضامین میں سکھ صاحبان کی ہی معتبر اور مسلمہ کتب سے یہ دکھلایا جارہا ہے کہ مسلمانوں نے گورو گوبند سنگھ صاحب پر بہت احسانات اور نیکیاں کیں اڑے وقت میں اگر کوئی کام آئے تو مسلمان ہی۔ عسر و یسر میں اگر ساتھ دیا تو مسلمانوں نے ہی۔ یہ سلسلہ مضامین ایسی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے کہ سکھوں کے معزز اخبارات بھی اس سلسلہ مضامین کو اپنے کالموں میں باقاعدہ درج کررہے ہیں اس سے سمجھ لو کہ اس سلسلہ مضامین کو اپنوں اور بیگانوں میں کس پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ اور درحقیقت ایسے سلسلہ مضمون کی سخت ضرورت تھی کیونکہ عام طور پر بعض یاران مطلب نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ مسلمانوں نے سکھوں پر نہایت ہی ظلم توڑے اور بعض تو ایسی ظلم اور سفاکی کی خون چکان داستانیں مشہور ہیں کہ جنہیں سُنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں درحقیقت یہی باتیں تھیں جنہوں نے مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان ازردگی۔ کشیدگی اور تنفر کی خلیج کو وسیع اور عمیق کردیا تھا حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کی خاطر اگر کسی نے اپنی جانیں قربان کیں تو وہ مسلمان ہی تھے بے سروسامانی کی حالت میں اگر کوئی کام آیا تو مسلمان۔ اڑے وقت میں قسلی کا موجب بنے تو مسلمان۔ غرضیکہ مسلمانوں نے گورو صاحب کے ساتھ اسقدر حسن سلوک سے کام لیا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ بھی ایسا نیکی کا برتاؤ نہیں کرسکتا۔ اس سے اندازہ لگالو کہ مسلمانوں کے حسن سلوک سے جو بعض ناداں خود

کام نے غلط فہمی کی موٹی تہ جما رکھی تھی۔ اور حقیقت حال پر کابل کا موٹا دھاڈالا ہوا تھا اور واقع پر دو صدی سے گرد و غبار کی موٹی تہ جمائی جا رہی تھی اس غلط فہمی کو دور کرنے اور حقیقت حال کے چہرہ سے نقاب اٹھانے کی کسقدر سخت ضرورت تھی ایسے مضمون کی درحقیقت بہت ہی ضرورت تھی جو خاکسار نے پوری کی الحمد للہ کہ اگر مسلمانوں نے اسپر خوشنودی کا اظہار کیا تو سکھ صاحبان نے بھی اپنے اخبارات میں درج کرکے پسندیدگی کا ثبوت دیا۔ تعلیم نسواں میں جسقدر ہم اقوام غیر سے پیچھے ہیں وہ کوئی لکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہماری قومی ترقی فلاح اور بہبودی بہت کچھ تعلیم نسواں پر منحصر ہے ۱۷۔ جولائی سے ہم نے ذمہ دار دوستوں کو اسطرف توجہ دلائی پھر ۳۔ ستمبر کے اخبار میں اسپر ایک معقول اور پرجستہ لیڈر لکھا گیا جسکا اثر خدا کے فضل سے بہت ہی عمدہ ہوا اور ذمہ وار دوستوں نے یقین دلایا ہے کہ عنقریب گرلز سکول میں نمایاں تبدیلی اور اصلاح کی جائیگی۔ نور کی نہایت ہی مختصر سالانہ رپورٹ سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ نور کس طرح خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجاآوری خدمت پر کمربستہ ہے یقیناً تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو یہ احسن وجوہ پورا کر رہا ہے یقیناً ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کی مصداق ہے۔ مگر مجھے افسوس اور از حد رنج ہے کہ دوستوں نے نور کے کارہائے نمایاں اور فرض عظیم کو تا حال نہیں سمجھا۔ نور کی توسیع اشاعت کی طرف تو دوستوں نے شاید ہی کبھی توجہ کی ہو اور جب اختتام سال پر وی پی کیے جاتے ہیں تو انکی وصولی کی تعداد ایسی دلشکن اور واپسی کی تعداد ایسی کر توڑ ہوتی ہے کہ ہمیں جسکا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اور نور جیسے مجاہد پرچہ کے ساتھ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا اکیلا ہی ذریعہ ہے کے ساتھ ایسا بے رحمی کا سلوک حیرت اور تعجب کے بحر عمیق میں ڈالنے والا ضرور ہے ممکن ہے کہ بعض دوست یہ کہیں کہ نور بعض اوقات وقت پر نہیں پہنچتا اسلیئے اسکے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے مگر کیا نور کے خریداروں سے یہ امر پوشیدہ ہے کہ مجھے مہینہ میں تقریباً دس بارہ روز حضرت صاحب کے حکم سے باہر تبلیغ پر جانا پڑتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ تبلیغ کا کام بھی ایک اہم کام ہے۔ ایک انسان ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتا ہے یا تو وہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کرے اور یا پھر وقت پر پرچہ دے دونوں باتیں ہونے سے رہیں ہاں اگر نور کے خریدار ہمت کریں اور نور کی توسیع اشاعت میں خاص مربیانہ سعی کو کام میں لاویں اور نور کی اشاعت اس حد تک پہنچ جاوے کہ میں ایک نائب اڈیٹر رکھ سکوں جو میری عدم موجودگی میں باقاعدہ خریداروں کو پرچہ پہنچا دیا کرے تو ہے قسمت۔ نور کی موجودہ حالت ہرگز ہرگز اس امر کی متحمل نہیں ہے کہ کوئی نائب اڈیٹر رکھا جاوے اور یا نور کے ناظرین یہ فرض سمجھ لیں کہ نور جیسے مجاہد پرچہ کی اعانت ضروری اور لازمی ہے خواہ یہ وقت پر پہنچے یا نہ پہنچے جس صورت میں کہ اس کا وقت پر شائع نہ ہونا کسی حیلہ بہانہ پر مبنی نہ ہو بلکہ خاکسار اڈیٹر نور کے باہر تبلیغ جیسے اہم فرض پر رہنے کی وجہ سے ہو تو دریں حال نور کے ناظرین کی ذمہ واری اور بھی بڑھ جاتی ہے امید ہے کہ اب کی دفعہ چہارم اکتوبر کو اختتام سال کے بعد جن احباب کرام کے نام وی پی کیے جائینگے وہ حسب سابق اخبار نور کے ساتھ بے رحمانہ سلوک نہیں کرینگے بلکہ ایک مجاہد پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کرنے والا اکیلا ہی اخبار ہے اسکی اعانت کو فرض عین سمجھکر وی پی کی وصولی سے علی ہمدردی کا ثبوت دیکر ثواب دارین حاصل کرینگے۔ کیونکہ ایک مجاہد پرچہ کی اعانت ہر ایک خیر خواہ ملت اور بہی خواہ اسلام پر فرض ہے اور پھر اس حالت میں جب کہ ہمارا ذاتی دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہو۔ والسلام

کس کس نے اپنے فرض کو ادا کیا

KHILAFAT LIBRARY

۴۷۰ — ۳۰ = ۴۴۰

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجاآوری خدمت پر کمربستہ ہے آج دوست دشمن سب اسکے معترف ہیں یہ کون نہیں جانتا کہ تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو کما حقہ بجا لا رہا ہے۔ ایسے مخلص خادم اور بے ریا مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا یقینی سمجھ کر اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ مگر افسوس کہ تا حال نور کے ناظرین نے نور کے اہم مشن اور مقاصد عظیم کو پہچانا نہیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ دوست نور کی توسیع اشاعت میں سرد مہری سے کام لیتے۔ پیارو آج اشاعت اسلام سے بڑھکر دنیا میں اور کوئی کار خیر نہیں ہے اور ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں جسقدر اشاعت اسلام کی ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے تمام ہندوستان میں صرف نور ہی اس اہم غرض و مقصد کو پورا کر رہا ہے ایسے مجاہد پرچہ کی جسقدر بھی اعانت کی جاتی وہ تھوڑی تھی مگر امر واقعہ یہ ہے کہ نور اپنا خرچ بھی پورا نہیں کر سکتا کیا نور کے ناظرین کے لیئے یہ کچھ کم قابل افسوس امر ہے کہ ایک طرف نور کا یہ مشن عظیم کہ وہ تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کرنے والا اکیلا ہی پرچہ ہو اور پھر کہاں ہمارے دوستوں کی یہ بے پروائی کہ وہ نور اور نور جیسے مجاہد پرچہ کو اس حد تک بھی نہ پہنچا سکیں کہ وہ کم از کم اپنا خرچ تو آپ پورا کر سکے پچھلے دونوں تقریباً ۴۷۰ احباب کرام کو جن پر ہمیں پورا پورا بھروسہ تھا کہ وہ اس اہم وقت میں نور کی توسیع اشاعت کے لیئے تساہل صرف نہیں کرینگے انہیں خصوصیت سے توجہ دلائی گئی تھی جنمیں سے ۱۶ احباب نے تو ۳ اگست تک اپنی

فرض کو ادا فرما کر خاکسار اڈیٹر نور کی خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیا تھا۔ اسکے بعد اب جب اول دوستوں نے نور کی توسیع اشاعت کا بیڑا اٹھایا تو

۱- جناب شیخ عبدالغنی صاحب گرداور قانونگوی ۳
۲- جناب چوہدری حیات محمد صاحب سب انسپکٹر ۱
۳- جناب منشی غلام حسین صاحب چھ ماہ کیلئے ۱
۴- جناب منشی منظور احمد صاحب ۱
۵- جناب منشی علی احمد صاحب ۱
۶- جناب منشی محمد عبداللہ صاحب ۲
۷- جناب منشی قطب الدین صاحب گرداور قانونگوی ۱
۸- جناب سید محمد حسین صاحب احمدی پٹواری ۱
۹- جناب چوہدری ابو محمد عبداللہ صاحب ۲
۱۰- جناب خانصاحب نادر خان ۱
۱۱- جناب چوہدری محمد حیات خانصاحب سب انسپکٹر ۲
۱۲- جناب سید محمد شاہنواز صاحب ہیڈ کنسٹبل ۳
۱۳- جناب چوہدری غلام حیدر صاحب ٹھیکیدار ۱
۱۴- جناب منشی محمد مخدوم صاحب گرداور قانونگوی ۱

جزاک اللہ احسن الجزاء خداوند تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزا خیر دے جنہوں نے نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ سعی فرمائی اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو اجر عظیم سے مستفیض فرماوے۔ جناب سید محمد شاہنواز صاحب۔ جناب شیخ عبدالغنی صاحب گرداور قانونگوی جناب منشی محمد عبداللہ صاحب نوشہروی جناب چوہدری ابو محمد عبداللہ صاحب خصوصیت سے قابل شکریہ ہیں جنہوں نے علی الترتیب تین تین دو دو خریدار عطا فرما کر دعا اور شکریہ کا موقع دیا جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی سعی بلیغ کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اب تین خریدار عطا فرما چکے ہیں ابھی اور خریدار مہیا کرنے میں بدل وجان کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ جناب شیخ صاحب کو جزا خیر دے آمین

اس حساب ۱۹ ۱۴ ۱۰ ۴ احباب میں سے ۱۹ ۱۴ = ۳۱ دوستوں نے اپنے فرض کو ادا کیا۔ ابھی ۴۰ ۴ دوستوں پر یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ امید ہے کہ یہ دوست بھی بہت جلد اپنے فرض کو ادا فرما کر خصوصیت سے خاکسار اڈیٹر نور کو دعا اور شکریہ کا موقع دینگے۔ ایک یا دو خریداروں کا پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے نور کے وہ کونسے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جاوے اور وہ انکار کر دیں صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ میں دیکھونگا کہ آئندہ ہفتہ میں کون کونسے دوست نور کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر نور کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیتے ہیں۔ شاید بعض دوستوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ نور بعض اوقات وقت پر شائع نہیں ہوتا اگرچہ اس کا جواب آج کے لیڈر میں جسکا عنوان نور کی سالانہ رپورٹ ہے میں کافی وضاحت دیا جا چکا ہے مگر مختصراً یہاں بھی عرض کر دیتا ہوں کہ مجھے ہر مہینہ میں تقریباً دس بارہ روز باہر تبلیغ کے لئے جانا پڑتا ہے اور ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے یا تو پرچہ وقت پر پہنچے اور یا تبلیغ ہو اس لئے اس دس بارہ روز کی غیر حاضری میں پرچہ خواہ مخواہ لیٹ ہو جاتا ہے۔ ہاں نور کے ناظرین یہ فرض کر کے کہ نور ایک مجاہد پرچہ ہے جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کرنے والا اکیلا ہی اخبار ہے ایسے اخبار کی اعانت کرنا ضروری و لازمی ہے اس فرض ادائی کو سامنے لاکر نور کے ناظرین اگر نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ سعی فرما دیں اور ہر ایک خریدار کم از کم ایک یا دو خریدار پیدا کر دے تو پھر اسقدر توقع ہو سکتی ہے کہ میں کوئی آدمی رکھ سکوں جو میری غیر حاضری میں اچھا بھلا اخبار نور کے ناظرین تک پہنچا دیا کرے نور کے ناظرین کے آگے ایک یا دو دو خریداروں کا پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔

گورو گوبند سنگھ اور مسلمان

KHILAFAT LIBRARY

نمبر ۴

اسی حالت میں گورو صاحب کو محصور کر لیا جاتا ہے ایک مٹھی بھر جماعت کا ڈٹی دل سے مقابلہ ہے آخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک ایک سکھ جاتا ہے اور میدان جنگ میں بہادرانہ موت کو لبیک کہتا ہے۔ اسی حالت میں ہندو راجگان کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ اب وقت ہے اپنے دھرم پر چار کو چھوڑ دو دیوی دیوتا اور مورتی پوجا کے حق میں اپنی آواز کو بلند کرو مگر گورو جی اور ان کی جماعت جسکی شان ہو ہا اور تمنا سے دری الوری تھی جس نے توحید کی اشاعت کے مقابلہ میں سب دنیوی دکھوں اور مصائب کو خواب و خیال سمجھا ہوا تھا۔ اس نے نہایت بے پرواہی سے سر پھیر دیا کہ جب تک جان میں جان اور دم میں دم ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ توحید کی اشاعت اور حق کے پرچار سے منہ پھیر لیا جاوے مبارک ہے وہ وجود جو دھرم اور حق اور صداقت اور صراط مستقیم کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے۔ پیارو! اس بھیانک نظارہ کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے سامنے لاؤ۔ مٹھی بھر جماعت کو دشمن کے ٹڈی دل نے گھیرا ہوا ہے۔ لاانتہا تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی ہیں۔ خوراک ختم پانی ندارد غرضیکہ ہر طرف لاچاری۔ مجبوری بے کسی۔ بے بسی۔ بے سروسامانی منہ پھیلائے ہوئے ہے۔ ایسی حالت میں حریف کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ہم تم سے اور کچھ نہیں چاہتے تم دیوی دیوتا اور مورتی پوجا وغیرہ کی نندیا اور تردید نہ کرو مگر گورو اور مستقل مزاج گورو یہ جواب دیتا ہے کہ جبتک جان میں جان اور دم میں دم ہے یہ ناممکن ہے کہ میں حق کے پرچار اشاعت صداقت اور فروغ توحید سے منہ موڑوں آگ سرد ہو جائے

KHILAFAT LIBRARY

تو ہو جائے لازم بنے تو بنے پتھر پگلیں تو پگلیں شیر بکری بنے تو بنے۔ سورج اپنی روشنی کو چھوڑے تو چھوڑے ہوا لمس کو ترک کرے تو کرے مگر یہ ناممکن ہے کہ وہ سر جو خدا کے حضور خمیدہ ہوتا ہے وہ کسی اور کے آستانہ کی طرف نگاہ اٹھائے۔ اور کسقدر استقلال کتنی ہمت کیسی جرأت کیسی دلیری ایسی حالت میں جبکہ حلوہ مانڈہ کھانیوالے مریدوں نے کہا کہ اب تو ہم بھوکے مرنے لگے ہیں اب ہم میں لڑائی کی ہمت نہیں رہی۔ بہتر ہے کہ اب بھی صلح کر لی جاوے مگر جوش شجاعت اور تھور اور خودداری نے آپ کو تلوار ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہ دی گورو صاحب نے انکو کہا کہ اگر یہی بات ہے اور تم نے ایسا ہی بزدلی کا نمونہ دکھلانا ہے تو لکھ دو کہ نہ ہم تمہارے چیلے اور نہ تم ہمارے گورو خدا کی قدرت بہت سے حلوہ مانڈہ کھانے والے چیلوں نے لکھدیا صرف چالیس چیلے راسخ الاعتقاد مرید باقی رہ گئے جنہوں نے عسر و یسر میں ساتھ دینے کا پختہ عہد کیا۔ وقت تنگ تھا گورو صاحب نے پہلے تو زنانہ سواریوں کو مع چند عقیدت کیش مریدوں کے باہر نکالا اور پھر خود مع چند عقیدت مند چیلوں کے باہر نکلے زنانہ سواریاں کسی طرح بھیس بدلکر نکل گئیں۔ اور گورو صاحب چمکور پہنچ کر ایک عالیشان مکان میں پناہ گزین ہوئے اور پھر لڑائی شروع ہوئی۔ گورو صاحب کے حالات تو ہم پھر لکھیں گے فی الحال ہم اس دردناک نظارہ کا بھیانک سین آپ کو دکھلاتے ہیں جسے دیکھ کر اور سن کر جگر منہ کو آتا اور دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور جو دنیا کی تاریخ میں بے نظیر درد ہے۔ جسپر آنکھ نہیں ٹک سکتی۔ گورو مہاراج کی بوڑھی والدہ اور دو چھوٹے چھوٹے لخت جگر اس اضطراری کی حالت میں بھولتے بھٹکتے رو پڑ کے قریب موضع کھیڑی میں اپنے خاندانی پروہت گنگورام کے ہاں رات آرام کرنے کے لئے ٹھیرے وہ گنگو برہمن جو گورو صاحب کا نمک خوار تھا جسپر گورو صاحب کے بے پایاں احسانات تھے مگر اس ظالم اور سفاک نے جب گورو مہاراج کے جگر کے ٹکڑوں کو بے سر و سامانی کی حالت میں پایا تو اس خونخوار کی نظر بدل گئی اپنے ہاتھوں کو معصوموں کے خون میں رنگنا چاہا اسکی بدلی ہوئی نظر کو دیکھ کر گورو مہاراج کی والدہ مکرمہ نے زیور اتار کر دیدیا مگر اس خونی اور سفاک اور ستم کیش کا دل ٹھنڈا نہ ہوا یہ بھینٹ (نذر) لیکر بھی برہمن دیوتا پرسن نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اپنی دکھشا (نذر) میں گورو مہاراج کے لخت جگروں اور نونہال فرزندوں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہا چنانچہ گنگو برہمن نے فی الفور حاکم سرہند کو اطلاع دی کہ اس طرح گورو گوبند سنگھ صاحب کے لڑکے میری حراست میں ہیں چنانچہ حاکم سرہند نے مع انکی بوڑھی دادی کے بلا بھیجا حاکم سرہند اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ ظالم اور سفاک نہ تھا اس نے تا فیصلہ گورو صاحب کے صاحبزادگان کو نظر بند کر دیا آخر اس نے بچوں کو اپنے سامنے بلایا تا انکی قسمت کا فیصلہ کرے۔ آگے ان دو معصوم بچوں کے ساتھ کیا گذری اسکے متعلق سکھ صاحبان کی معتبر کتب جو اس امر پر روشنی ڈالتی ہیں کو ترک اسلام کے مصنف نے جو کبھی آریہ سماج کا نہایت ہی لاڈلا سپوت تھا نے اس طرح بیان کیا ہے جو کسیقدر تغیر کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"عموماً کہا جاتا ہے۔ کہ صوبہ سرہند نے ان بچوں کو زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا۔ لیکن واقعات کی موجودگی میں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ صوبہ سرہند اگرچہ حاکم وقت تھا۔ لیکن اس کی پوزیشن گورو گوبند سنگھ کے بارہ میں بعینہٖ وہی تھی۔ جو کہ ہیرود یس کی مسیح کے صلیب پر کھینچنے کے متعلق تھی جس طرح گنگا رام نے اپنے ممد و معاون کے خلاف رپورٹ کر کے انکو حاکم وقت کے ہاتھ میں گرفتار کروایا تھا بعینہٖ اسی طرح مسیح کے ایک خادم نے اپنے مخدوم کو پکڑوایا تھا جس وقت حضرت مسیح کو ہیرود یس کے سامنے لایا گیا۔ اور اس نے بطور حاکم وقت کے اس مقدمہ کی سماعت کی تو اس نے فتویٰ دیا کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا کہ جس کی بدولت اس کو قتل کیا جاوے میں اپنے ہاتھ پانی سے دھوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ ایک بے گناہ شخص ہے لیکن مسیح کی قوم کے آدمیوں نے شور مچایا کہ اس کو پھانسی دو۔ اسکو پھانسی دو۔ اگر تم چھوڑنا چاہتے ہو۔ تو چور اور ڈاکو کو چھوڑ دو۔ لیکن مسیح ہمارے نزدیک چور اور ڈاکو سے بھی برا ہے اس کو پھانسی دو۔ اسکو پھانسی دو۔ حاکم وقت نے مسیح کی قوم کے اس واویلا کو سنکر کہا میں اس شخص کو بے گناہ سمجھتا ہوں اور میں اس کے قتل کے حق میں نہیں ہوں لیکن میں اسکو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو۔ چنانچہ مسیح کی بیخطا ملعون قوم نے مسیح کو صلیب پر کھینچا۔ اور اس کو ایک چور اور ڈاکو سے بدتر جانا یہ اسلئے ہوا۔ تاکہ مسیح خداوند قدوس کے جلال کو دنیا پر ظاہر کرے لاوہ جلال ظاہر ہوا۔ ٹھیک اسی طرح گورو گوبند سنگھ کے نازک اور ننھے ننھے بچے صوبہ سرہند کے پاس لائے گئے تو نواب شیر محمد خاں والئے مالیر کوٹلہ نے کہا کہ یہ معصوم اور بے گناہ بچے ہیں ان کا کوئی گناہ نہیں ہے انکو ہرگز نہیں مارنا چاہیئے نواب مالیر کوٹلہ کی اس بات کو سنکر صوبہ سرہند کا دل پگھل گیا۔ لیکن اسکے انسان صورت موذی دیوان سچانند نے جو کہ ایک کھتری ہندو تھا نواب مالیر کوٹلہ اور صوبہ سرہند کو مخاطب کر کے کہا۔

"افعی را کشتن و بچہ اش را نگہداشتن کار
خردمنداں نیست چرا کہ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود"

اس موذی سچانند کھتری کا گورو مہاراج اور ان کے فرزندوں کے بارے میں یہ تقاضا بعینہٖ اسی قسم کا تقاضا تھا جس قسم کا تقاضا کہ حضرت عیسیٰ کی قوم کے یہودی لوگوں نے مسیح کو صلیب پر دینے کے لیئے کیا تھا کہ چور اور ڈاکو کو چھوڑ دو۔ لیکن مسیح کو ضرور پھانسی دو۔ مگر حاکم وقت نے اپنے ہاتھ سے مسیح کو صلیب دینے کی بجائے یہ کہکر اسکو اپنی قوم کے سپرد کر دیا کہ یہ تمہارا آدمی ہے تم اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو اگر یہ کہا جاوے کہ ملک

KHILAFAT LIBRARY

بالا تمام واقعات کی موجودگی میں صوبہ سرہند نے گورو مہاراج کے بچوں کو اس موذی سچانند کھتری کے سپرد کر دیا تھا۔ اور کہہ دیا تھا۔ اگر یہی بات ہے۔ کہ تمہارے نزدیک ان کا باپ بھی زہریلا سانپ یا بھیڑیا ہے اور یہ بھی زہریلے سانپ کے بچے ہیں۔ تو یہ تمہاری اپنی ہندو قوم کے مجرم ہیں۔ میں اپنر ہاتھ اٹھانے کے لیئے تیار نہیں ہوں بلکہ تمہاری قوم کے بچوں کو تمہارے ہی سپرد کرتا ہوں۔ تم ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔ تو کیا تعجب کی بات ہے اور یہ کونسی بڑی بات ہے۔ کہ جس صورت میں کہ پہاڑی ہندو راجگان گورو گوبند سنگھ کے خون کے اسقدر پیاسے تھے۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیئے ہر ممکن سے ممکن ذریعہ۔ بہانہ اور حیلہ کو کام میں لانا ضروری اور لازمی سمجھتے تھے جس صورت میں کہ ایسے ہندوؤں کے انتقام کی یہ حالت ہو کہ گورو مہاراج کا پرانا خدمتگار ٹیک بھی ان کے بچوں کے خون تک کا پیاسا ہو رہا ہو۔ خود دیوان سچانند ہندو کھتری بھی انکے خون کا اسقدر ... کہ وہ انکو سانپ اور بھیڑیئے کے بچے بتا کر حاکم وقت ... کے قتل پر زور دے رہا ہو۔ اس صورت میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا۔ کہ گورو مہاراج کے لخت جگروں کے خون کا ذمہ دار سرہند کا مسلمان صوبیدار نہیں تھا۔ بلکہ یہود السقر یوطی کی طرح گنگا رام برہمن اور دیوان سچانند کھتری ہی ان معصوم بچوں کے خون کے ذمہ دار تھے۔ واقعات کی اس لڑی کی موجودگی میں سرہند کا مسلمان صوبیدار گورو گوبند سنگھ کے بچوں کے خون سے بالکل بری الذمہ ثابت ہو جاتا ہے یہ ایک ایسا دردناک اور جگر سوز واقعہ تھا۔ کہ جسکو سنتے کے ساتھ ہی بچوں کی بوڑھی دادی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔"

مگر ہزار آفرین ہے گورو صاحب کی ہمت پر کہ جب انہیں اس واقعہ کی خبر ملی کہ اس طرح دو چھوٹے چھوٹے ننھے ننھے بچوں کو دار پر کھینچا گیا یا زندہ دیوار میں چنوایا گیا اور بوڑھی ماتا یہ ستم بپا اور خون چکاں منظر سنکر ہی راہ عالم بقا ہوئی تو گورو صاحب بجائے افسوس ظاہر کرنیکے نہایت تحمل اور بردباری کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے ان پاکیزہ اور قابل قدر اقوال کو دہرایا ؎

چنتا تاں کی کیجئے۔ جو اَن ہونی ہو
ایہ مارگ سنسار کو نانک تھر نہیں کو
جو اوپجے سو بنس ہے پرو آج کے کال
نانک ہر گن گائیلے چھاڑ سگل جنجال

دنیا کی ہر ایک چیز فانی ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور فنا ہو گا بقا اور دوام صرف اس حی وقیوم کے لیئے ہی ہے۔ اسلیئے فکر اور غم اس چیز کا کرنا چاہیئے جو انہونی اور اچنبہ چیز ہو اس دنیا میں سوائے خدا کے اور کسی کو قیام نہیں ہے۔ جو پیدا ہوا وہ ضرور فنا ہو گا آج نہیں کل کل نہیں پرسوں اے نانک ان فانی چیزوں کو جنکی حقیقت جنجال سے زیادہ نہیں کو ترک کر کے اس ہستی باری تعالیٰ کے گیت گاؤ جو ہمیشہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جو نہ کبھی پیدا ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے ؎

پیارو! جب یہ خبر حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی ہے۔ کہ اس طرح دو معصوم بچے دیوار میں چنے گئے تو باوجود یہ سمجھکر کہ اس گناہ اور ظلم کا بار گنگا رام برہمن اور سچانند دیوان کی گردن پر ہے مگر پھر بھی حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم سرہند کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیئے معطل کر دیا حالانکہ پہلے زمانہ میں نواب یا حاکم نسلاً بعد نسل چلے آیا کرتے تھے کیا یہ نواب سرہند کو تھوڑی سزا ملی کہ اسکے خاندان کو ہی نوابی اور حکومت سے ہمیشہ کے لیئے جدا کر دیا یا بقول کسی ہندی دان کے "کل مار" یا خاندان ہی تباہ کر دیا اس سے زیادہ اور کیا سزا ہو سکتی تھی بے شک گورو مہاراج کے دو معصوم بچوں کا قتل دنیا کی تاریخ میں ایک چمکتا ہوا سرخ ورق ہے اور خون چکاں کی ایک مہیب تصویر سفاکی اور بیدردی کا نگاہ ایک بھیانک تخیل ہے۔ جسے دنیا کی سخت سے سخت سیاست بھی روا نہیں رکھیگی۔ مگر پیارو قابل غور یہ سوال ہے کہ یہ فعل نہ تو سلطنت کے حکم سے ہوا۔ اور نہ شرع نے یہ فتویٰ دیا اصلیت جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے پنڈت گنگا رام اور دیوان سچانند کے اصرار سے یہ ہولناک واقعہ ظہور میں آیا۔ مگر پھر بھی حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے خبر پاتے ہی نواب سرہند کو ہمیشہ کے لیئے معطل کر کے اسکی "کل ناش" یا خاندان کو ہی برباد کر دیا۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا سزا ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اسکے بعد جن دنوں مالیر کوٹلہ اور سکھ ریاستوں میں بگاڑ ہوا اور ریاست ہائے پھلکیان نے مالیر کوٹلہ پر چڑھائی کی تو مہارانی صاحبہ پٹیالہ نے صرف اس بنا پر نواب مالیر کوٹلہ کو مدد دی کہ ایک دن نواب مالیر کوٹلہ نے گورو گوبند سنگھ کے بے گناہ بچوں کی سفارش کی تھی۔ سکھوں کو وہ احسان بھلانا چاہیئے۔ اس سے بھی اندازہ لگا لو کہ سمجھدار اور ذی علم سکھ دوست اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ اڑے وقت میں گورو صاحب کی کس نے مدد کی۔ ہماری یہ دل وجان سے خواہش ہے کہ ایام سابق میں جس طرح مسلمان اور سکھ بھائی باہمی محبت اور پیار سے رہتے تھے سکھوں کی گورو صاحبان اور مسلمانوں کے باہمی گہرے تعلقات اور پریم و محبت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ شری گورو ارجن دیو مہاراج نے جب امرتسر کے رمندر کے لیئے بنیادی پتھر رکھوانا چاہا ہے تو آپنے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس اور مطہر ہاتھوں کو اس بات کیلیئے منتخب کیا حالانکہ اسوقت بڑے بڑے پنڈت بھی ہونگے مگر گورو صاحب نے اگر کسی ہاتھوں میں برکت دیکھی اور رحمت پائی تو صرف حضرت میاں میر صاحب کے ہی مطہر ہاتھوں میں ہی۔ کیا اب بھی مسلمانوں اور سکھوں میں باہمی محبت اور پیار میں کوئی شک وشبہ رہ جاتا ہے۔ ہماری یہ دل وجان سے دعا ہے کہ خدا ہمارے دل میں بھی وہی محبت اور پریم کی لہر جاری کر دے جو آجکل کے سکھ اور مسلمان بھی اپنے پیشگان اسلاف

قدامت وید کی تردید

KHILAFAT LIBRARY

آریوں کا دعویٰ ہے کہ وید قدیمی ہیں جب سے دنیا ہے تب سے وید چونکہ خدا کا گیان وہی ہو سکتا ہے جو تغیر و تبدل سے مبرّا ہو جیسے سورج زمین ہوا چاند وغیرہ وغیرہ ؛

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا واقعی وید اپنے آپ کو قدیمی کہتے ہیں یا ویدوں کا یہ دعویٰ ہے اگر نہیں تو مدعی سست گواہ چست والی مثال ہو گی ؛

سوامی دیانند نے کن کتابوں کو معتبر سمجھا ہے؟

وید (۱) رگ۔ (۲) یجر۔ (۳) سام۔ اتھروں یہ الہامی مانتے جاتے ہیں۔ چار برہمن بھاگ یعنی رگ وید کا ایتریا یجروید کا ستاپتھا سام وید کا تانڈ مہابرہمن (سامن برہم کے نام سے بھی بولا جاتا ہے اتھروید کا گوتپا ؛

گوتم کا نیائے (۲) کناد کا وشیشک (۳) کپل کا سانکھ (۴) پتنجلی کا پتنجل (۵) جیمنی کا پورد لیمانسا دیاس کا اتر سیمانسا (ویدانت ورش شروک)

گیارہ اپنشد (۱) ریشا (۲) کینا (۳) کٹھا (۴) پرشن۔ (۵) چھندوک (۶) برید ہارن (۷) منڈک (۸) منڈوک (۹) سوتیا سوشرا (۱۰) ایتریا (۱۱) تیتریا۔

چھ انگ۔ یعنی (۱) سکھیا (۲) کلپ (۳) دیاکرن (۴) چھند (۵) نرکتی (۶) جوتش۔

سوامی دیانند صاحب بھی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں انہیں کتابوں سے اقتباس کرتے ہیں۔

آریوں کا دعویٰ پرمیشور انادی ہے اس کا گیان بھی انادی صفت اپنے موصوف سے کبھی جدا نہیں اس لیئے ایشور کا گیان انادی ہے اور وہ ایشور کا انادی گیان وید ہیں۔

ہم وہی دلائل پیش کرینگے جو کہ یہ دوست کرتے ہیں اور پھر اسکی تردید میں بڑے نامی گرامی پنڈتوں کے حوالہ جات پیش کرینگے اور ہم کسی مسلمان یا عیسائی کا کوئی حوالہ نہیں دینگے۔

سوامی دیانند کا دعویٰ۔ وہ زمانہ جب سے کہ وید اس دنیا میں آئے نہایت ہی دراز ہے یعنی ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۷۶ یعنی ایک کھرب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۷۶ برس کا عرصہ گذرا ہے (دیکھو دیانند جی کی ویدوں پر تفسیر) منوجی جیسر سوامی دیانند صاحب کی تصانیف کا بڑا دارمدار ہے۔ وہ اپنی سنتھا میں بیان فرماتے ہیں جب پہلے ست جگ کے دس برس گذر گئے اور ماہ بھادروں کے پندرہ یوم گذر گئے تب منو نے دھرم شاستر ختم کیا اور یہ برہما کے حکم سے ہوا۔

نتیجہ۔ گویا بقول سوامی دیانند جی مہاراج کے منو کی سنتھا ویدوں کے دس سال بعد تیار ہوئی۔

مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ وہ راجہ اور رشی جن کا اس کتاب میں ذکر ہے کوئی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ زندہ تھے راجاؤں میں سے مشہور نام جیجتی نوہ۔ پرتھو ہیں۔ اور رشیوں میں وشواستر۔ رجی گرتا۔ وشسٹ اور بھردواجا نامی اشخاص گذرے ہیں۔ غرض اس کتاب میں ایسے آدمیوں کے نام درج ہیں جن کا عرصہ ۲½ یا ۴ ہزار سالوں سے اوپر نہیں جاتا۔

وشسٹ اور بردواج رشی اور وشواستر۔ یہ سب رشی رام چندر کے زمانہ کے ہیں تو گویا اس حساب سے منو کی یہ سب سے پرانی تصنیف رام چندر کے وقت کی ہے اور پھر اس کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ مکتبۂ [illegible] ہے کہ یہ کتاب ست جگ کے دس سال گذرنے کے بعد تیار ہوئی اور وید مقدس بقول آریہ صاحبان کے ست جگ کے رشیوں پر نازل ہوئی لہٰذا اس حساب سے ویدوں کی شروع رامائن کے زمانہ سے دس سال پہلے کا ہوا۔

اگر یہ کہا جاوے کہ بطور معجزہ کے منو کی اس پرانی کتاب میں آنیوالے رشیوں کے نام لکھے گئے تو یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند صاحب معجزوں کے انکاری ہیں اور اگر سوامی جی معجزوں کو مانیں تو منوجی کا بیان متعلقہ ہرن قصب بھی ماننا پڑیگا جسکے متعلق سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ

کہ وہ اسقدر دراز قامت تھا کہ اسکی کمر سورج کے برابر پہنچتی تھی اور اس کا باقی جسم اسکے آگے نکل گیا ہوا تھا اسلیئے منوجی کی گواہی قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ؛

ثبوت دوئم۔ دوسرا ثبوت سوامی دیانند صاحب کے نزدیک برہمنوں کا روزنامچہ ہے۔ کیونکہ سوامی صاحب کا یہ قول ہے کہ جب سے دنیا کا آغاز ہوا ہے تب سے برہمن روزمرہ کے واقعات قلمبند کرتے چلے آئے ہیں۔

مگر برہمنوں کے روزنامچہ کا ثبوت بالکل ہیچ ہے۔ کیونکہ یہ مشہور اور سوامی دیانند اور دیگر شنکر آچاریہ کے نزدیک مسلم امر ہے کہ برہمنوں کا اصلی روزنامچہ راجہ بھوج کے زمانہ سے چار سو برس پہلے یعنی بدھ مت کے زمانہ عروج میں گم ہو گیا تھا۔ اور اب جو روزنامچہ ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بڑی جز منو سمرتی سے لی گئی ہے۔ جسکی حقیقت کو میں پہلے آشکارہ کر آیا ہوں۔

برہمنوں کے نزدیک یہ روزنامچہ ہر لحاظ سے مکمل ہے مگر اس میں سکندر اعظم کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ حالانکہ اس بادشاہ نے بہت سے کارہائے نمایاں ہندوستان میں کیئے۔

اسکے بعد ایک سو پچاس سال سے زیادہ

؛ ۳۲۷ قبل مسیح ہندوستان آیا ؛

؛؛ ژند اوستا ویدوں کے پہلے کی تصنیف بتلائی جاتی ہے نام مصنف جی سفرنگ ۴۲ اور نیز دیاس جی کا پارسی کیش جس نے زرتشت کے پاس جا کر انکا مذہب قبول کیا دیکھو زرتشت آیۃ ۶۵ و ۶۶ و سفرنگ صفحہ ۱۲۰ ان کتابوں میں شاخ کا ذکر گوشت کا کھانا سوچ چاند کی پوجا موجود ہے ؛

عرصہ تک یونانی سلاطین کا ہندوستان میں دور دورہ رہا جن کی حقیقت ان سکون سے جو تھوڑا عرصہ ہُوا۔ ہندوستان کے مختلف حصص سے برآمد ہوئے ملتی ہے مگر برہمنوں کے روزنامچہ میں اس کا کہیں ذکر اور اشارہ بھی نہیں ہے۔

رشیوں کی گواہی :- کرتک تیرتھ سوامی دیانند جی سے کہیں بڑھکر پنڈت گذرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ برہما جی سے رام چندر تک ۵۹ پشتیں گذرے ہیں اور رام چندر جی سے سمتر اتک ۵۶ پشت اور سمتر اجی سے بکرماجیت کے زمانہ تک زندہ تھے۔ پس برہما سے لیکر بکرماجیت تک ۱۱۵ پشتیں گذری ہیں۔

اب اگر یہ مان لیا جاوے کہ ۲۵ سال کی عمر میں اولاد پیدا ہوتی ہے تو اس حساب سے کل ۲۸۷۵ سال بنتے ہیں اور اس میں ۱۹۷۴ سمت بکرمی بھی ملا لیا جاوے تو کل ۴۸۴۹ برس ہوئے۔ پس یہ وہ زمانہ ہے جو برہما جی سے لیکر آج تک شمار کیا جاتا ہے۔

ویدوں کی گواہی :- ویدوں میں سب سے پرانا رگ وید ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ رگ وید اپنا تصنیفِ وقت کے متعلق کیا کہتا ہے۔ کیونکہ یہ آریہ سماج اور دیگر سناتنیوں میں متفقہ مسئلہ ہے کہ اول وید رگ ہے۔ اسکا پہلا منتر وشوامتر کے بیٹے مدھو چھندا اس کی تصنیف ہے اور آخری منتر ایک رشی بنام آرگو مرکھن کا بنایا ہُوا ہے۔ پس رگ وید وشوامتر کے بیٹے اور آرگو مرکھن رشی کے درمیانی زمانہ کی تصنیف ہے۔ کیونکہ پہلے نے شروع کیا اور دوسرے نے انجام کا منتر لکھا ہے۔ مدھو چھندا جس نے کہ پہلے منتر تصنیف کیا رام چندر جی کے زمانہ میں گذرا ہے اس لیئے رگ وید کے آغاز کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوتی ہے

رام چندر جی سے سمتر ا بکرماجیت تک جیسا کہ ہم پیشتر ذکر کر آئے ہیں کل ۵۶ پشتیں ہیں اس لئے ۱۱۲۰ برس کا عرصہ نکلتا ہے۔ اس میں وہ زمانہ جو مکرماجیت کے عہد سے اسوقت تک کا ہے۔ ملا لیں تو آج کے دن تک تین ہزار چالیس سال ہوتے ہیں۔ جبکہ شروع ہُوا۔

رگ وید کے دوسرے بھاگ میں پراسر رشی کے منتر ہیں اور اس بات کا جاننا کہ وہ کس زمانہ میں موجود تھا کوئی مشکل امر نہیں ہے کیونکہ اس کا بیٹا بیاس[*] جی ایک بہت مشہور و معروف آدمی گذرا ہے انہوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی مشہور و معروف کتاب ویدانت درشن لکھی ہے وہ اپنی اس کتاب میں ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جس سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وید کب کی تصنیف ہیں۔ ویدانت درشن ادھائے ۲ پاد ۲ سوتر ۳۳ سے ۳۸ تک ویاس جی بدھ مت کے اصولات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اب ہم جانتے ہیں کہ بدھ جی راجہ بکرماجیت کے سمت سے ۴۷۵ برس پہلے ہوئے ہیں۔ اسوقت راجہ چندر گپت کا راج تھا اور بدھ جی نے اسے اپنے مذہب کا پیرو بنا لیا اس طرح سے ہم بدھ جی کا زمانہ معلوم کر کے بیاس جی کی طرف چلتے ہیں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ وہ بدھ جی کے پیچھے گذرے ہیں کیونکہ انہوں نے بدھ مت کے خلاف لکھا ہے اِس حساب رگ وید کا درمیانی حصہ ۱۹۷۴ + ۴۷۵ = ۲۴۴۹

پتنجلی نے ایک کتاب یوگ درشن لکھی ہے جسمیں انہوں نے پانینی کی دیاکرن پر شرح لکھتے ہوئے ادھیائے ۲ پاد ۴ سوتر ۲۳ پر شرح کرتے ہیں کہ راجہ کو ایسی مجالس قائم کرنی چاہئیں جیسی کہ راجہ چندر گپت نے کیں پس ہم دیکھتے ہیں کہ پتنجلی اپنے یوگ درشن میں راجہ چندر گپت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور پھر ویاس جی اس کتاب پر تفسیر لکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ویاس جی بدھ جی اور چندر گپت کے زمانہ کے بعد ہوئے اور ویاس جیکا باپ پراس رشی ٹھیک اسوقت زندہ تھا۔

اب رگ وید کے آخری حصہ میں پراس کے منتر ہیں۔ انکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدھو چھندا رشی سے جو رمائن کے زمانہ میں ہُوا اور پراسر رشی بدھ جی اور چندر گپت کے بعد ہوا اور یہ درمیانی زمانہ رامائن سے لیکر بدھ مذہب تک ۶۱۹ سال کا ہُوا اور اس میں بکرماجیت کا سمت جمع کیا جاوے تو اسوقت ۲۴۶۴ سال ہوتے ہیں اور ۳۰۶۴ برس ہوئے کہ رگ وید شروع کیا گیا میکس مولر کی بھی یہی رائے۔ اور ڈاکٹر ولسن جسکی سنسکرت قابلیت کو بڑے بڑے پنڈتوں نے مانا ہے انکے نزدیک رگ وید ۴۰۰۰ سال کی تصنیف ہے پنڈت حسن علی بلگرامی مرحوم جسکا لیکچر آریہ سماج نے اپنے پلیٹ فارم پر کروایا تھا انکے نزدیک ۴½ ہزار سال ہوئے اور ویدوں کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے بنانے والے اور رشی ہیں اور ماننے والے اور ہیں۔

مثلاً یجر وید کے ترا ہرھنا صفحہ ۳۶۵ منتر ۲۲ میں لکھا ہے کہ میں ان رشیوں کو دھن یاد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو بنایا۔ دوسری جگہ مرقوم ہے کہ میں ان رشیوں کو دھن یاد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو مانا (یعنی عمل کیا) اور فقرات یہ ہیں :-

KHILAFAT LIBRARY

ایسا ہو کہ وہ رشی جنہوں نے وید بنائے اور رشی جنہوں نے ویدوں کو مانا ہمیشہ میری طرف لگے رہیں۔

میں بھی ان رشیوں کو جنہوں نے ویدوں کو بنایا۔ اور ان رشیوں کو جنہوں نے ویدوں کو مانا نہیں چھوڑوں گا۔ (باقی آئندہ)

---

[*] ہندوستان کے مغربی علاقہ میں یا اختر افغانستان وغیرہ علاقہ میں مقتدر بادشاہوں کے سکوں کا برآمد ہونا۔

[†] اور اب سمت ۱۹۷۴ ہے۔

[‡] بیاس جو زرتشت کے پاس گیا۔

میرا سفر کشمیر

KHILAFAT LIBRARY

(از قلم جناب مفتی فضل الرحمن صاحب)

قبل اسکے کہ میں اپنے سفر کشمیر کے حالات لکھنا شروع کروں۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ مجھے اس سفر کی کیوں ضرورت پڑی اور اسکی تیاری کیونکر ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ نواب محمد عبداللہ خانصاحب۔ جو کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے منجھلے صاحبزادہ اور میرے آقا حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھوٹے داماد ہیں انکی طبیعت کچھ عرصہ سے خراب رہتی ہے۔ انکا اتفاقاً ارادہ ہوا کہ میں بغرض تبدیل آب و ہوا کشمیر جاؤں۔ اس غرض کے لیئے وہ کشمیر کو تیار ہوئے۔ اور حضرت صاحبزادہ خورد شریف احمد صاحب بھی انکے ساتھ تیار ہوگئے۔ اور حضرت میاں محمد عبداللہ خانصاحب نے میرے لیئے بھی سیدنا حضرت خلیفہ ثانی سے ہمرکاب لے جانے کے لیئے اجازت چاہی۔ میں بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۷ ماہ جون کو امرتسر۔ گجرات سے ہوتا ہوا موضع کھیوہ باجوہ تحصیل بسرور ضلع سیالکوٹ کو گیا جہاں میں ۲۰۔ جون ۱۹۱۷ء کو دوپہر کو پہنچا۔ یہاں مولوی محمد عبداللہ صاحب احمدی کا لڑکا احمد خان بہت بیمار تھا اور قریباً دو سال سے بیمار چلا آتا تھا۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اور انکا بچہ احمد خان دونوں بڑے مخلص احمدی ہیں اور حضرت خلیفہ ثانی سے انکو بہت ہی محبت ہے۔ جسکی بناء پر حضور نے مجھے اپنی گرہ سے کرایہ دیکر مریض کو دیکھنے کے لیئے بھیجا۔ مریض۔ بخار۔ کھانسی۔ اسہال اور درد کمر۔ ان امراض میں مبتلا تھا۔ میں نے وہاں پہنچکر ۴ بجے ایک دوائی مریض کو تیار کر کے کھلائی۔ جسکے ساتھ دو ہی گھنٹہ کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان کی برکت اور حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں سے۔ مریض کو دو دو کمر۔ اور اسہال کو خوری فائدہ ہوگیا۔ جس سے مریض اٹھکر چلنے پھرنے لگ گیا۔ کھانسی میں بھی بہت ہی تخفیف ہوگئی۔ چنانچہ صبح مریض نے بیان کیا کہ بجائے آٹھ دس دفعہ اسہال آنے کے مجھے آج صرف ایک ہی دفعہ اجابت ہوئی ہے اور وہ بھی صبح کے وقت اور درد کمر جو مجھکو کسی وقت چین نہیں دیتا تھا بالکل اچھا ہوگیا ہے۔ میں ۲۱۔ اور ۲۲۔ جون ٹھیر کر یہ معلوم کر کے کہ مریض کو دو روز آرام ہے۔ ۲۲۔ جون بعد نماز جمعہ وہاں سے واپس روانہ ہوا کیونکہ روانگی کے وقت میرے آقا نے مجھے حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے روز تک یہاں واپس آجانا ؛

یہاں میں دو باتوں کا اور ذکر کروں گا۔ جنکا تعلق میری اس تحریر سے ہے۔ ایک تو یہ کہ میں نے اس تحریر میں یہ ذکر کیا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود کی زبان کی برکت سے۔ مریض کو آرام ہوا۔ اسکے متعلق میں احباب کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میں نے زلزلہ ۱۹۰۵ء کے وقت اپنے استاد حضرت قبلہ مولوی حکیم نورالدین صاحب رضؓ سے عرض کیا کہ چونکہ طب ایک ایسا پیشہ ہے جسمیں دوسرے کا دکھ طبیب اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے اور ایک خاص ذمہ داری کے نیچے دب جاتا ہے۔ اسلیئے میں اس پیشہ کو نہیں کر سکتا کون خواہ مخواہ دوسرے کا درد اپنے گلے ڈالے۔ چنانچہ میں نے طب کو چھوڑ دیا تھا۔ انہیں ایام میں چند ہی روز کے بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرض نمونیہ میں گرفتار ہوگئے۔ اسوقت بہت ڈاکٹر صاحبان جمع ہوئے مگر درد میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔ تو ایک دن حضور علیہ السلام نے عام اطباء اور ڈاکٹر صاحبان کا مشورہ کرایا۔ اسوقت میں بھی موجود تھا میں نے حضرت قبلہ استاد مرحوم کے کان میں بعض ادویہ کا ذکر کیا کہ اگر یہ دیجاویں تو ضرور شفا اللہ تعالیٰ درد کو آرام ہوجاویگا۔ حضور علیہ السلام کی نگاہ میری طرف جو پڑی تو قبلہ مرحوم سے دریافت فرمایا کہ فضل الرحمن کیا کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور ایک نسخہ بتلا رہا ہے جسکے ساتھ میرا بھی اتفاق ہے کہ ضرور فائدہ کریگا فرمایا ابھی لے آؤ۔ میں دوڑ پڑا حضرت مولوی صاحبؓ کے شفاخانہ سے بنا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیں۔ ایک تو اسی وقت میر صاحب کو دی گئی۔ اور دوسری شام کے دینے کے لیئے عرض کیا۔ چنانچہ تین چار گھنٹہ کے بعد نماز ظہر کے وقت حضور علیہ السلام نے حضرت قبلہ استاد مرحوم کر فرمایا کہ اس دوائی سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ ہمارے خیال میں فضل الرحمن کا دماغ طب میں بہت پہنچتا ہے۔ اسوقت حضرت قبلہ مرحومؓ کو موقع مل گیا اور عرض کیا کہ حضور دماغ تو بیشک پہنچتا ہے مگر اس نے طب کرنا چھوڑ دیا ہے اور اسکے یہ وجوہات بیان کرتا ہے۔ حضورؑ نے سنکر کچھ جواب نہیں فرمایا مگر جب حضرت میر صاحب کو کل آرام ہوگیا تو صبح کے وقت حضورؑ نے مجھے باغ میں بلایا اور بہت لمبی تقریر کے بعد مجھے فرمایا کہ تم ہمارے حکم سے طب کرو انشاء اللہ تمہارے ہاتھ میں ضرور شفا ہوگی۔ چنانچہ میں نے پھر آپکے حکم کے ماتحت طب شروع کردی۔ اور آپکے ان کلمات کا پورا ہونا روز مرہ کے تجربات میں دیکھتا ہوں۔ دو نقاد یان کے ہی طبیبوں میں۔ اگر مقابلہ کیا جاوے تو مجھکو انسے بڑھکر علم۔ نہ تجربہ۔ نہ تشخیص۔ خدا کے محض فضل کی بات ہے کہ حضورؑ کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے۔ اور ان الفاظ کے طفیل سے میں اپنے آپکو اس قابل پاتا ہوں۔ کہ باوجود متعدد ڈاکٹروں اور طبیب قادیان میں موجود ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کو میرے ہی علاج پر زیادہ اعتقاد ہے۔ میں یہ الفاظ بطور کسی بڑائی یا بیان کے نہیں لکھتا بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر لکھتا ہوں

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

چارنی چیرن

گوی زنو دنید بھوش رجسٹرڈ

ہر قسم شہ ماد [illegible] (رجسٹرڈ)

تمام سخت امراض کا ایک ہی علاج بجدق سب پاس بچے ہیوسطے اول چوتھائی قیمت

ان گولیوں سے آتشک۔ سوزاک۔ بواسیر۔ خنازیر۔ گنٹھیا۔ درد کمر۔ سستی۔ ضعف جریان۔ سرعت۔ کمی ہاضمہ۔ یرقان۔ بھگندر وغیرہ کا ڈنگ۔ بادلے کے کاٹے ہوئے۔ درد سر۔ آدھا سیسی۔ لقوہ۔ فالج۔ مرگی۔ اختناق الرحم۔ ہائیجولیا۔ سیلان رطوبت زنان۔ پرانا بخار۔ (خاص کر جو بیسہ بخار) دمہ۔ کھانسی۔ داد۔ خارش۔ چنبل وغیرہ کو فایدہ ہوتا ہے۔ قیمت اس کی بہت تھوڑی یعنی ۲۴ گولی ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ مگر یہ نئی ایجاد بہت جلد پبلک میں پہنچ جاوے اور نام پاوے۔ اسکو فی الحال برائے نام قیمت یعنی ۲۴ گولی چار آنے (۴ر) میں بھیجا جاویگا

جلدی کیجئے۔ یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا

امرت دھارا صابن

جلدی امراض کیواسطے خالص امرت دھارا کی جگہ ہم نے امرت دھارا داخل کرکے صابن تیار کرایا ہے۔ جسکے استعمال سے نہ صرف جلدی امراض داد۔ چنبل۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ خارش۔ چیچک وغیرہ دور ہوتی ہیں۔ بلکہ چہرے پر ملنے سے چہرے کے کیل چھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ چمڑے کو ملائم اور خوبصورت بناتا ہے اور پسینہ کو روک کر نہلانیسے انکو جلدی امراض نہیں ہوتی ہیں نیز ڈس انفکٹنٹ ہے۔ مریضوں کو دیکھنے کے بعد اس سے ہاتھ صاف کرنیسے جرمز فوراً ہلاک ہوتے ہیں اور بیماری کا خطرہ نہیں رہتا۔ کوئی دوائیہ صابن اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا جتنی مرد ہارا میں ڈالی جاتی ہے اسکے مقابلہ میں قیمت بہت ہی کم رکھی ہے

قیمت فی بکس (۳۰ ٹکیہ) ۱۴ر چودہ آنہ۔ فی ٹکیہ ۵ر

امرت دھارا اورنجز

جس طرح سے ولایتی پیپرمنٹ کی ٹکیہ آتی ہیں ویسی ہی ٹکیہ امرت دھارا داخل کرکے ہم نے تیار کروائی ہیں جنکو منہ میں رکھ کر چوستے رہنے سے امرت دھارا کا فایدہ ہوتا ہے۔ نیز دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ دانتوں میں کیڑا نہیں لگتا ہے۔ منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ بلغم۔ کھرکھری۔ کھانسی وغیرہ نہیں ہوتی ہے۔ بچے بھی ان کو کھاکر امراض سے محفوظ رہتے ہیں!

قیمت ٹکیہ صرف چار آنے (۴ر)

بلاغ پھول تیل رجسٹرڈ

بالوں کیلئے جو تیل آجکل تیار ہونے لگے ہیں بیشتر استعمال کرنیوالے جانتے ہیں کہ انمیں سے اکثر میں صرف عمدہ سفید تیل اور صاف کردہ مٹی کا تیل ہوتا ہے صرف اوپر سے خوشبو ڈالکر بنائے جاتے ہیں انمیں خوشبو تو بیشک دلخوش کن ہوتی ہے اور ظاہری شکل و شباہت بھی اچھی ہوتی ہے مگر جو تیل کا ایک بھی فایدہ انمیں موجود نہیں ہوتا ہے ایک نظر میں سادہ تیل کے انمیں کچھ بھی فرق نہیں ہوتا ہے خوشبو کے اڑ جانے کے بعد ان تیلوں کے نقصان پہنچانے کی بھی کوئی روک نہیں ہوتی ہے جیسا کہ چنبیلی باغ کو سفید کرتی ہے ہمارے پاس کئی صاحب آتے رہتے ہیں کہ بعض تیلوں کے لگنے سے ہمارے بال جلدی سفید ہوگئے ہیں ہم نے بلاغ پھول تیل ایجاد کیا ہے جو صرف بالوں کیلئے ہی مفید ہے انکو نرم ملایم کرتا ہے سیاہی کو قائم رکھتا ہے بڑھاتا ہے جڑ کو مضبوط کرتا ہے اسکے علاوہ چنبیلی باغ کو نافع ہے دماغ کو معطر رکھتا ہے سر درد وغیرہ کی زیادتی کو روکتا ہے خوشبو بھی بہت اچھی دلخوش کن اور دیرپا ہے قیمت کو تمام سکلدار تمام اوصاف موجود ہیں

[illegible] تیل کے [illegible] چاہئیں آپکو ضرور محفوظ ہونگے

[illegible] وتار کے لئے بتہ

[illegible] نجز امرت دھارا ادشد ھا۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا اسٹرک۔ امرت دھارا آڈا کولا